رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۸۰

نمبر ۲۶ — ہر ایک انگریزی ماہ کی ۱-۸-۱۶-۲۴ کو دارالامان قادیان سے شایع ہوتا ہے — جلد ۳

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اور آپکی جماعۃ کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
آن کتاب حق کہ قرآن نام او ست
مہر او با شیر شد اندر بدن
ما از و نوشیم ہر آبی کہ ہست
ما از و یابیم ہر نور و کمال
از ملائک از خبر ہای معاد
معجزات او ہمہ حق اند و راست
بر ہمہ از جان و دل ایمان ما

مصطفی ما را امام و مقتدا
بادہ عرفان ما از جام او ست
جان شد و با جان بدر خواہد شدن
رو شدہ سیراب سیرابی کہ ہست
وصل دلدار ازل بی او محال
ہر چہ گفت آن مرسل رب العباد
منکر آن مورد لعن خدا ست
ہر کہ انکاری کند از اشقیا ست

اندرین دین آمدہ از مادریم
آن رسولی کش محمد ہست نام
ہست او خیر الرسل خیر الانام
آنچہ ما را وحی و ایمائی بود
اقتدائی قول او در جان ما ست
آنہمہ از حضرت احدیت است
معجزات انبیاء و سالقین
یکقدم دوری ازان روشن کتاب

ہم برین از دار دنیا بگذریم
امن پاکش ہست ما را مدام
ہر بقہ را برو شد اختتام
آن ہر از خود ازہمان جائی بود
ہر چہ زو ثابت شود ایمان ما ست
منکر آن مستحق لعنت است
آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
نزد ما کفر است و خسران و تباہ

وہ الفاظ جنہیں حضرت اقدس بیعت کرتے ہیں ہاتھ میں ہاتھ لیکر آپ فرماتے ہیں اور طالب کہلا کر تا جاتا ہے

اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ۔ سہ بار۔ آج میں احمد کے ہاتھ پر ان تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جنمیں میں گرفتار تھا۔ اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہے۔ تمام گناہوں سے بچتا رہونگا اور **دین کو دنیا پر مقدم** رکھونگا۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ (۳ بار) رب انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفر لی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔ اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ اور میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں

(پھر اس کے بعد آپ معہ حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اس کے متعلقین کیلئے دعا کرتے ہیں۔)

دس شرائط بیعت

اول - بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آیندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جاوے شرک سے مجتنب رہے گا۔

دوم - یہ کہ جھوٹھ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت انکا مغلوب نہیں ہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم - یہ کہ بلاناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کی پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا۔ اور دلی محبت سے خدا تعالی کے احسانوں کو یاد کر کے اسکی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائیگا۔

چہارم - یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے

پنجم - یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالی کے ساتھ وفاداری کریگا۔ اور بہر حالت ..... راضی بقضاء ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کیلئے اسکی راہ میں تیار رہیگا۔ اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہ پھیریگا۔ بلکہ آگے قدم بڑھائے گا (**ششم**) یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دیگا (**ہفتم**) یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا۔ (**ہشتم**) یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا (**نہم**) یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہانتک بس چل سکتا ہے۔ اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا (**دہم**) یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھکر اس پر تا وقت مرگ ...

نوٹ - بیعت کا اشتہار حضرت امام الزمان نے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو دیا تھا۔ نومبر و دسمبر ۱۹۰۳ء تک اسی ۱۴ سال ہوئے ہیں جبکہ البدر اپنے معنوں کے ساتھ اس چہاردہم سال کی یادگار میں جو اسکے نام وغیرہ کا ظاہر ہے۔ قادیان سے طلوع ہوا ہے

ابتدائے جون سنہ ۱۹۰۴ء - بمقام گورداسپور

تعدد ازواج پر تقریر

ایک احمدی صاحب نے حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کی کہ تعدد ازواج میں جو عدل کا حکم ہے کیا اُس سے یہی مراد ہے کہ مرد بحیثیت الرجال قوامون علی النساء کے خود ایک حاکم عادل کی طرح جس بیوی کو سلوک کے قابل پاوے ویسا سلوک اس سے کرے یا کچھ اور معنی ہیں۔

حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ محبت کو قطع نظر بالائے طاق رکھکر عملی طور پر سب بیویوں کو برابر رکھنا چاہیے مثلاً پارچات - خرچ خوراک - معاشرت حتیٰ کہ مباشرت میں بھی مساوات برتے - یہ حقوق اس قسم کے ہیں کہ اگر انسان کو پورے طور پر معلوم ہوں تو بجائے بیاہ کے وہ ہمیشہ رنڈوا رہنا پسند کرے - خدا تعالیٰ کی تہدید کے نیچے رہ کر جو شخص زندگی بسر کرتا ہے وہی ان کی بجا آوری کا دم بھر سکتا ہے - ایسے لذات کی نسبت جن سے خدا تعالیٰ کا تازیانہ ہمیشہ سر پر رہے تلخ زندگی بسر کر لینی ہزار ہا درجہ بہتر ہے تعدد ازدواج کی نسبت اگر ہم تعلیم دیتے ہیں تو صرف اس لیے کہ معصیت میں پڑنے سے انسان بچا رہے اور شریعت نے اسے بطور علاج کے ہی رکھا ہے کہ اگر انسان اپنے نفس کا میلان اور غلبہ شہوات کی طرف دیکھے اور اس کی نظر بار بار خراب ہوتی ہو تو زنا سے بچنے کے لیے دوسری شادی کر لے لیکن پہلی بیوی کے حقوق تلف نہ کرے - توریت سے بھی یہی ثابت ہے کہ اس کی دلداری زیادہ کرے کیونکہ جوانی کا بہت سا حصہ اس نے اس کے ساتھ گذارا ہوا ہوتا ہے اور ایک گہرا تعلق خاوند کا اس کے ساتھ ہوتا ہے - پہلی بیوی کی رعایت اور دلداری یہاں تک کرنی چاہیے کہ اگر کوئی ضرورت مرد کو ازدواج ثانی کی محسوس ہو لیکن وہ دیکھتا ہے کہ دوسری بیوی کے کرنے سے اس کی پہلی بیوی کو سخت صدمہ ہوتا ہے اور حد درجہ کی اس کی دل شکنی ہوتی ہے تو اگر وہ صبر کر سکے اور کسی معصیت میں مبتلا نہ ہوتا ہو اور نہ کسی شرعی ضرورت کا اس سے خون ہوتا ہو تو ایسی صورت میں اگر ان اپنی ضرورتوں کی قربانی سابقہ بیوی کی دلداری کے لیے کر دے اور ایک ہی بیوی پر اکتفا کرے تو کوئی حرج نہیں اور اُسے مناسب ہے کہ دوسری شادی نہ کرے -

اس قدر ذکر ہوا تھا کہ ایک صاحب نے اُٹھکر عرض کی کہ البدر اور الحکم اخباروں میں تعدد ازدواج کی نسبت جو کچھ لکھا گیا ہے اُس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے ذمہ دوسرا نکاح حضور نے فرض کر دیا ہے

(ہم وہ تقریر اس تقریر کے آخر میں درج کرینگے دیکھو صفحہ ۳ ایڈیٹر)

آپ نے فرمایا

کہ ہمیں جو کچھ خدا تعالیٰ سے معلوم ہوا ہے وہ بلا کسی رعایت کے بیان کرتے ہیں - قرآن شریف کا منشاء زیادہ بیویوں کی اجازت سے یہ ہے کہ تم کو اپنے نفوس کو تقویٰ پر قائم رکھنے اور دوسرے اغراض مثل اولاد صالحہ کے حاصل کرنے اور خویش و اقارب کی نگاہ داشت اور ان کے حقوق کی بجا آوری سے ثواب حاصل ہو - اور اپنی اغراض کے لحاظ سے اختیار دیا گیا ہے کہ ایک دو تین چار عورتوں تک نکاح کر لو لیکن اگر ان میں عدل نہ کر سکو تو پھر یہ فسق ہوگا اور بجائے ثواب کے عذاب حاصل کرو گے کہ ایک گناہ سے نفرت کی وجہ سے دوسرے گناہوں پر آمادہ ہوئے - دل دکھانا بڑا گناہ ہے اور لڑکیوں کے تعلقات بہت نازک ہوتے ہیں جب والدین ان کو اپنے سے جدا اور دوسرے کے حوالہ کرتے ہیں تو خیال کرو کہ کیا امیدیں اُن کے دلوں میں ہوتی ہیں اور جن کا اندازہ انسان **عاشروهن بالمعروف** کے حکم سے ہی کر سکتا ہے - اگر انسان کا سلوک اپنی بیوی سے عمدہ ہو اور اُسے ضرورت شرعی پیش آ جاوے تو اس کی بیوی اس کے دوسرے نکاحوں سے ناراض نہیں ہوتی - ہم نے اپنے گھر میں کئی دفعہ دیکھا ہے کہ وہ ہمارے نکاح ثانی پیشگوئی کے پورا ہونے کے لیے رو رو کر دعائیں کرتی ہیں - اصل بات یہ ہے کہ بیویوں کی ناراضگی کا بڑا باعث خاوند کی نفسانیت ہوا کرتی ہے اور اگر ان کو اسباب کا علم ہو کہ ہمارا خاوند صحیح اغراض اور تقویٰ کے اصول پر دوسری بیوی کرنا چاہتا ہے تو پھر وہ کبھی ناراض نہیں ہوتیں - فساد کی بنا تقویٰ کی خلاف ورزی ہوا کرتی ہے -

خدا کے قانون کو اُس کے منشاء کے برخلاف ہرگز نہ برتنا چاہیے اور نہ اس سے ایسا فائدہ اٹھانا چاہیے جس سے وہ صرف نفسانی جذبات کی ایک سپر بنجاوے - یاد رکھو کہ ایسا کرنا معصیت ہے خدا تعالیٰ بار بار فرماتا ہے کہ شہوات کا تم پر غلبہ نہ ہو بلکہ تمہاری غرض ہر ایک امر میں تقویٰ ہو اگر شریعت کو سپر بنا کر شہوات کی اتباع کے لیے بیویاں کی جاویں گی تو سوائے اس کے اور کیا نتیجہ ہوگا کہ دوسری قومیں اعتراض کریں کہ مسلمانوں کو بیویاں کرنے کے سوا اور کوئی کام ہی نہیں - زنا کا نام ہی گناہ نہیں بلکہ شہوات کا کھلے طور پر دل میں پڑ جانا گناہ ہے - دنیاوی تمتع کا حصہ انسانی زندگی میں بہت ہی کم ہونا چاہیے تا کہ **فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا** یعنی ہنسو تھوڑا اور روؤ بہت کا مصداق بنو - لیکن جس شخص کی دنیاوی تمتع کثرت سے ہیں اور وہ رات دن بیویوں میں مصروف ہے اس کو رقت اور رونا کب نصیب ہوگا اکثر لوگوں کا یہ حال ہے کہ وہ ایک خیال کی تائید اور اتباع میں تمام سامان کرتے ہیں اور اس طرح سے خدا تعالیٰ کے اصل منشاء سے دور جا پڑتے ہیں خدا تعالیٰ نے اگرچہ بعض اشیاء جائز تو کر دی ہیں مگر اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ عمر ہی اس میں بسر کی جاوے خدا تعالیٰ تو اپنے بندوں کی صفت میں فرماتا ہے **یبیتون لربھم سجدا و قیاما** کہ وہ اپنے رب کے لیے تمام تمام رات سجدہ اور قیام میں گذارتے ہیں - اب دیکھو رات دن بیویوں میں غرق رہنے والا خدا کے منشاء کے موافق رات کیسی عبادت میں کاٹ سکتا ہے - وہ بیویاں کیا کرتا ہے گویا خدا کے لیے شریک پیدا کرتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نو بیویاں تھیں اور باوجود ان کے پھر بھی آپ ساری ساری رات خدا کی عبادت میں گذارتے تھے - ایک رات آپ کی باری عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی کچھ حصہ رات کا گذر گیا تو عائشہ کی آنکھ کھلی دیکھا کہ آپ موجود نہیں اُسے شبہ ہوا کہ شاید آپ کسی اور بیوی کے ہاں ہوں گے اُس نے اُٹھکر ہر ایک کے گھر میں تلاش کیا مگر آپ نہ ملے آخر دیکھا کہ آپ قبرستان میں ہیں اور سجدہ میں رو رہے ہیں - اب دیکھو کہ آپ زندہ اور چاہتی بیوی کو چھوڑ کر مردوں کی جگہ قبرستان میں گئے اور روتے رہے تو کیا آپ کی بیویاں حظ نفس یا اتباع شہوت کی بنا پر ہو سکتی ہیں؟ غرضیکہ خوب یاد رکھو کہ خدا کا اصل منشاء یہ ہے کہ تم پر شہوات غالب نہ آویں اور تقویٰ کی تکمیل کے لیے اگر ضرورت حقہ پیش آوے تو اور بیوی کر لو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمتع دنیاوی کا یہ حال تھا کہ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ سے ملنے گئے ایک لڑکا بھیجکر اجازت چاہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک کھجور کی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے

نوٹ - افسوس ہے کہ کمال مصروفیت اور کاتب کی عدم موجودگی کے باعث ان دنوں ہم خبروں اور دیگر مضامین کی ترتیب نہ رکھ سکے (ایڈیٹر)

جب حضرت عمر اندر آئے تو آپ اُٹھکر بیٹھ گئے۔ حضرت عمر نے دیکھا کہ مکان سب خالی پڑا ہے اور کوئی زینت کا سامان اُس میں نہیں ہے ایک کھونٹی پر تلوار لٹک رہی ہے یا وہ چٹائی ہے جس پر آپ لیٹے ہوئے تھے اور جس کے نشان اُسی طرح آپ کی پشت مبارک پر بنے ہوئے تھے حضرت عمرؓ اُن کو دیکھکر رو پڑے آپ نے پوچھا اے عمر تجھکو کس چیز نے رُلایا عمر نے عرض کی کہ کسریٰ اور قیصر تو تنعم کے اسباب رکھیں اور آپ جو خدا کے رسول اور دو جہان کے بادشاہ ہیں اس حال میں رہیں آنحضرت نے فرمایا اے عمر مجھے دنیا سے کیا غرض میں تو اُس مسافر کی طرح گذارہ کرتا ہوں جو اونٹ پر سوار منزل مقصود کو جاتا ہو ریگستان کا راستہ ہو اور گرمی کی سخت شدت کی وجہ سے کوئی درخت دیکھکر اُسکے سایہ میں ستا لے اور جونہی کہ ذرا پسینہ خشک ہوا ہو وہ پھر چل پڑے جسقدر نبی اور رسول ہوئے ہیں سب نے دوسرے پہلو (آخرۃ) کو ہی مدنظر رکھا ہوا تھا۔

پس جاننا چاہیے کہ جو شخص شہوات کی اتباع سے زیادہ بیویاں کرتا ہے وہ مغز اسلام سے دور رہتا ہے ہر ایک دن جو چڑھتا ہے اور رات جو آتی ہے اگر وہ تلخی سے زندگی بسر نہیں کرتا اور روتا کم یا بالکل ہی نہیں روتا اور ہنستا زیادہ ہے تو یاد رہے کہ وہ ہلاکت کا نشانہ ہے۔ استیفاء لذات اگر حلال طور پر ہو تو حرج نہیں جیسے ایک شخص ٹٹو پر سوار ہے اور راستہ میں اُسے نہاری وغیرہ اسلیے دیتا ہے کہ اُسکی طاقت قائم رہے اور وہ منزل مقصود تک اُسے پہونچا دے جہاں خدا تعالیٰ نے سب کے حقوق رکھے ہیں وہاں نفس کا بھی حق رکھا ہے۔ کہ وہ عبادت بجا لاسکے لوگوں کے نزدیک چوری زنا وغیرہ ہی گناہ ہیں اور اُنکو یہ معلوم نہیں کہ استیفاء لذات میں مشغول ہونا بھی گناہ ہے اگر ایک شخص اپنا اکثر حصہ وقت کا تو عیش و آرام میں بسر کرتا ہے اور کسی وقت اُٹھکر چار ٹکریں بھی مار لیتا ہے (یعنی نماز پڑھ لیتا ہے) تو وہ بزودی زندگی بسر کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ریاضت اور مشقت کو دیکھکر خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا تو اس محنت میں مرجاوے گا حالانکہ تیرے لیے بیویاں بھی حلال کی ہیں یہ خدا تعالیٰ نے آپ کو ایسے ہی فرمایا جیسے ماں اپنے بچہ کو پڑھنے یا دوسرے کام میں مستغرق دیکھکر صحت کے قیام کے لحاظ سے اُسے کھیلنے کودنے کی اجازت دیتی ہے خدا تعالیٰ کا یہ خطاب اسی غرض سے ہے کہ آپ تازہ دم ہو کر پھر دین کی خدمت میں مصروف ہوں اس سے یہ مراد ہرگز نہیں کہ آپ شہوات کیطرف جھک جاویں نادان معترض ایک پہلو کو تو دیکھتے ہیں اور دوسرے کو نظر انداز کر دیتے ہیں پادریوں نے اسبات کیطرف کبھی غور نہیں کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی میلان کسطرف تھا اور رات دن آپ کس فکر میں رہتے تھے۔ بہت سے ملا اور عام لوگ ان باریکیوں سے ناواقف ہیں اگر انکو کہا جاوے کہ تم شہوات کے تابع ہو تو جواب دیتے ہیں کیا ہم حرام کرتے ہیں شریعت نے ہمیں اجازت دی ہے تو ہم کرتے ہیں۔ انکو اسبات کا علم نہیں کہ بے محل استعمال سے حلال بھی حرام ہو جاتا ہے **ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون** سے ظاہر ہے کہ انسان صرف عبادت کے لیے پیدا کیا گیا ہے پس اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے جسقدر اُسے درکار ہے اگر اُس سے زیادہ لیتا ہے تو گو وہ شے حلال ہی ہو مگر فضول ہونیکی وجہ سے اُسکے لیے حرام ہو جاتی ہے۔ جو انسان رات دن نفسانی لذات میں مصروف ہے وہ عبادت کا کیا حق ادا کر سکتا ہے مومن کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایک تلخ زندگی بسر کرے لیکن عیش و عشرت میں بسر کرنے سے تو وہ اُس زندگی کا عشر عشیر بھی حاصل نہیں کر سکتا۔ ہمارا کلام مقصد یہ ہے کہ دونوں پہلوؤں کا لحاظ رکھا جاوے یہ نہیں کہ صرف لذات کے پہلو پر زور دیا جاوے اور تقویٰ کو بالکل ترک کر دیا جاوے۔ اسلام نے جن کاموں اور باتوں کو مباح کہا ہے اُس سے یہ غرض ہرگز نہیں ہے کہ رات دن انہیں میں مستغرق رہے صرف یہ ہے کہ بقدر ضرورت وقت پر ان سے فائدہ اُٹھایا جاوے۔

اسمقام پر پھر شیخ صاحب بولے کہ اس سے تو یہ نتیجہ نکلا کہ تعداد ازدواج بطور دوا کے ہے نہ بطور غذا کے۔ حضور نے فرمایا ہاں۔ اسپر انھوں نے عرض کی کہ ان اخبار والوں نے تو لکھا ہے کہ احمدی جماعت کو بڑھانے کے لیے زیادہ بیویاں کرو۔ حضرت نے فرمایا کہ ایک حدیث میں یہ ہے کہ کثرت ازدواج سے اولاد بڑھاؤ تاکہ امت زیادہ ہو اصل بات یہ ہے کہ **انما الاعمال بالنیات** انسان کے ہر عمل کا مدار اُسکی نیت پر ہے کسیکے دلکو چیر کر ہم نہیں دیکھ سکتے اگر کسی کی یہ نیت ہے کہ زیادہ بیویاں کرکے عورتوں کی لذات میں فنا ہو بلکہ یہ ہو کہ اُس سے خادم دین پیدا ہوں تو کیا حرج ہے لیکن یہ امر بھی مشروط بشرائط ہے مثلاً اگر ایک شخص کی چار بیویاں ہوں اور ہر سال ہر ایک سے ایک اولاد ہو تو چار سال میں سولہ بچے ہونگے۔ مگر بات یہ ہے کہ لوگ دوسرے پہلو کو ترک کر دیتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ صرف ایک پہلو پر ہی زور دیا جاوے حالانکہ ہمارا یہ منصب ہرگز نہیں ہے۔

قرآن شریف میں متفرق طور پر تقویٰ کا ذکر آیا ہے لیکن جہاں کہیں بیویوں کا ذکر ہے وہاں ضرور ہی تقویٰ کا بھی ذکر ہے ادائیگی حقوق ایک بڑی ضروری شے ہے اسی لیے عدل کی تاکید ہے اگر ایک شخص دیکھتا ہے کہ وہ حقوق کو ادا نہیں کر سکتا یا اُسکی رجولیت کے قویٰ کمزور ہیں یا خطرہ ہو کہ کسی بیماری میں مبتلا ہو جاوے تو اُسے چاہیے کہ دیدہ و دانستہ اپنے آپ کو عذاب میں نہ ڈالے۔ تقویٰ یعنی شرعی ضرورت جو اپنے محل پر ہو اگر موجود ہو تو پہلی بیوی خود تجویز کرتی ہے کہ خاوند اور نکاح کرے۔ آخری نصیحت ہماری تو یہی ہے کہ اسلام کو اپنی عیاشیوں کے لیے سپر نہ بناؤ کہ آج ایک حسین عورت نظر آئی تو اُسے کر لیا کل اور نظر آئی تو اُسے کر لیا یہ تو گویا خدا کی گدی پر عورتوں کو بٹھانا اور اُسے بھلا دینا ہوا۔ دین تو چاہتا ہے کہ کوئی زخم دل پر ایسا رہے جس سے ہر وقت خدا تعالیٰ یاد آوے ورنہ سلب ایمان کا خطرہ ہے۔ اگر صحابہ کرام عورتیں کر لیتے اور انھیں میں مصروف رہنے والے ہوتے تو اپنے سر جنگوں میں کیوں کٹواتے حالانکہ اُن کا یہ حال تھا کہ ایک کی انگلی کٹ گئی تو اُسے مخاطب ہوکے کہا کہ تو ایک انگلی ہی ہے اگر کٹ گئی تو کیا ہوا۔ ..... مگر جو شب و روز عیش و عشرت میں مستغرق ہے وہ کب ایسا دل لا سکتا ہے۔ آنحضرت نماز میں اسقدر روتے اور قیام کرتے کہ آپ کے پاؤں پر ورم ہو جاتا صحابہؓ نے عرض کی کہ خدا نے آپ کے تمام گناہ بخشدیے ہیں پھر اسقدر مشقت اور رونیکی کیا وجہ ہے فرمایا کیا میں خدا کا شکر گذار بندہ نہ ہوں۔

تم کلامہ الشریف

(تعدد ازدواجی کی جماعت کو تاکید) از البدر ۱۶ فروری سنہ

حضرت حکیم نور الدین صاحب کے ہاں صاحبزادہ پیدا ہونیکی اطلاع حضرت اقدس کو ہوئی تو آپ نے فرمایا

مجھے بہت خوشی ہوئی کیونکہ اس سے پیشتر مولوی صاحب کی اولاد کا بہت صدمہ پہونچا ہوا ہے میرا جی چاہتا ہے کہ اس کا نام عبد القیوم رکھا جاوے۔ میرا نفس یہی چاہتا ہے کہ میری جماعت کے لوگ کثرت ازدواج کریں اور کثرت اولاد سے جماعت کو بڑھاویں مگر شرط یہ ہے کہ پہلی بیویوں کے ساتھ دوسری بیوی کی نسبت زیادہ اچھا سلوک کریں تاکہ اُسے تکلیف نہ ہو۔ دوسری بیوی پہلی بیوی کو اسی لیے ناگوار معلوم ہوتی ہے کہ وہ خیال کرتی ہے کہ میری خدمت اور حقوق میں کمی کی جاویگی مگر میری جماعت کو اسطرح نہ کرنا چاہیے۔ اگرچہ عورتیں اسبات سے ناراض ہوتی ہیں مگر میں تو یہی تعلیم دونگا یہ شرط ساتھ رہیگی کہ پہلی بیوی کی عزت و خدمت اور اس کے حقوق دوسری کی نسبت زیادہ توجہ اور غور سے ادا ہوں اور دوسری سے اُسے زیادہ خوش رکھا جاوے ورنہ ایسا نہ ہو کہ بجائے ثواب کے عذاب ہو عیسائیوں کو بھی اس امر کی ضرورت پیش آئی ہے۔ الخ +

متقی کون ہے ۱۹ جون ۴ء

گذشتہ اشاعت سے آگے

سچی بات یہ ہے کہ حق جب ظاہر ہو تو اُسے جو خواہ نخواہ رد کرتا ہے اور دلائل معقولات منقولات اور خدا کے نشانات کو ٹالتا جاتا ہے وہ ہرگز متقی نہیں ہو سکتا متقی کو تو ترساں اور لرزاں ہونا چاہیے۔ کیا دنیا میں ایسا ہوا ہے کہ چوبیس سال سے برابر ایک انسان رات کو منصوبہ بناتا ہے اور صبح کو خدا کیطرف لگا کر کہتا ہے کہ مجھے یہ وحی یا الہام ہوا اور خدا اُس سے مواخذہ نہیں کرتا اس طرح سے تو دنیا میں اندھیر پڑ جاوے اور مخلوق تباہ ہو جاوے۔ متقی تو ایک ہی بات سے فائدہ اُٹھا سکتا ہے اور یہاں تو ہزاروں ہیں۔ زمانہ الگ پکار رہا ہے۔ احادیث منکم منکم کہہ رہی ہیں سورۂ نور میں بھی منکم لکھا ہے قساوت قلبی اور بہائم کیطرح جو زندگی بسر ہو رہی ہے وہ الگ بتا رہی ہے صدی کے سر پر کہتے تھے کہ مجدد آتا ہے اب ۲۲ سال بھی ہو چکے کسوف و خسوف بھی ہو لیا۔ طاعون بھی آ گئی۔ حج بھی بند ہوا ان سب باتوں کو دیکھکر اگر اب بھی یہ لوگ نہیں مانتے تو ہم کیونکر جانیں کہ ان میں تقویٰ ہے۔ ہم نے بار بار کہا کہ آؤ اور جن باتوں کا کہ تمکو سوال کرنیکا حق ہو سکتا ہے وہ پوچھو مگر یہ نہیں ہو گا کہ قرآن شریف تو کچھ کہے اور تم کچھ کہو اور ایسے اقوال پیش کرو جو اسکے مخالف ہوں۔ مسیح کا نزول جسمانی آسمان سے مانتے ہیں حالانکہ وہ جب صحیح ہو سکتا ہے جبکہ صعود اول ہو۔ قرآن مسیح کی وفات بیان کرتا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ چھت پھاڑ کر آسمان پر چلا گیا۔ کیا تقویٰ اسی بات کا نام ہے کہ یقین کو ترک کر کے توہمات کی اتباع کی جاوے۔ سچے تقویٰ کا پتا قرآن سے ملتا ہے کہ دیکھو بھی کہ تقویٰ والوں نے کیا کیا کام کیے۔

روح اخوۃ

مذکورۂ بالا تقریر کے بعد ایک صاحب نے عرض کی کہ حضور بعض احمدی بھائی ایسے ہیں کہ اُنھوں نے بیعت کی ہوئی ہے اور اخلاص بھی رکھتے ہیں مگر بعض اقوال اور حرکات ان سے بیجا ظاہر ہوتی ہیں۔ بعض اُن میں سے احادیث کے قائل نہیں۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا

اصل بات یہ ہے کہ سب لوگ ایک طبقہ کے نہیں ہوتے خدا تعالیٰ بھی قرآن شریف میں مومنوں کے طبقات بیان کرتا ہے فمنھم ظالم لنفسہ ومنھم مقتصد ومنھم سابق بالخیرات ۲۲/۱۶ کہ بعض اُن میں سے اپنے نفس پر ظلم کرنیوالے ہیں اور بعض درمیانہ اور بعض سبقت کرنیوالے۔ دوسری یہ بات ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی تو ترقی آہستہ آہستہ ہی کی تھی۔ ایمان میں بھی اور عمل میں بھی۔ لکھا ہے کہ جب آنحضرتؐ مدینہ تشریف لائے تو ایک صحابی سے آپ نے ایک ٹکڑا زمین کا بنانے کے لیے طلب کیا اُسنے عذر کیا اور کہا کہ مجھکو آپ درکار ہے اب یہ کسقدر گناہ کی بات تھی کہ خدا کا رسول مسجد کے لیے زمین طلب کرے اور یہ باوجود مرید ہونیکے اپنی نفسانی ضرورت کو دین کی ضرورت پر ترجیح دیتا ہے لیکن آخر یہی صحابہ تھے کہ جنہوں نے اللہ کے لیے اپنے سر کٹوا دیے۔ ترقی ہمیشہ رفتہ رفتہ ہوتی ہے ایکسال انسان کچھ کرتا ہے دوسرے سال کچھ۔ لیکن اگر بدظنی کریں تو اسکی مثال یہ ہو گی کہ ایک مریض ہمارے پاس آتا ہے جو کہ طرح طرح کے امراض میں مبتلا ہے اور ہم اُسے ایکدو دن دوا دیکر نکال دیں اور پورے طور پر لگ کر اُسکا علاج نہ کریں۔ ہمارا کام تو راتدن اُن کے لیے دعا تضرع اور ابتہال میں لگا رہنا ہے مبلغین کا یہ کام نہیں ہوتا کہ ہر ایکبات پر چڑ کر لوگ ان سے متنفر ہوتے رہیں ابھی یہ لوگ قابل رحم ہیں اور خدا تعالیٰ انکی اصلاح کے سامان کر رہا ہے علاوہ ازیں سب ایکدرجہ کے نہیں ہوتے صحابہ میں سے بعض اس درجہ کے تھے کہ عنقریب نبی کے مقام پر پہنچ جاویں اور بعض ادنیٰ درجہ کے جیسے دریا میں موتی بھی ہوتا ہے اور مونگا بھی اور سیپ بھی اور دوسری اشیاء مثل سونا اور دوسرے حیوانات کی ایسا ہی جماعت کا حال ہوتا ہے۔

ہماری جماعت کو چاہیے کہ کسی بھائی کا عیب دیکھکر اُسکے لیے دعا کریں لیکن اگر وہ دعا نہیں کرتے اور اُسکو بیان کر کے دور سلسلہ چلاتے ہیں تو گناہ کرتے ہیں کونسا ایسا عیب ہے جو کہ دور نہیں ہو سکتا اسلیے ہمیشہ دعا کے ذریعہ سے دوسرے بھائی کی مدد کرنی چاہیے

حکایت

ایک صوفی کے دو مرید تھے ایک نے شراب پی اور نالی میں بیہوش ہو کر گرا۔ دوسرے نے صوفی سے شکایت کی اُسنے کہا تو بڑا بے ادب ہے کہ اُسکی شکایت کرتا ہے اور جا کر اُٹھا نہیں لاتا۔ وہ اُسیوقت گیا اور اُسے اٹھا کر لے چلا۔ کہتے تھے کہ ایک نے تو بہت شراب پی لیکن دوسرے نے کم پی کہ اُسے اٹھا کر لیجا رہا ہے صوفی کا مطلب یہ تھا کہ تو نے اپنے بھائی کی غیبت کیوں کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غیبت کا حال پوچھا تو فرمایا کہ کسیکی سچی بات کا اسکی عدم موجودگی میں اس طرح سے بیان کرنا کہ اگر وہ موجود ہو تو اُسے بُرا لگے غیبت ہے اور اگر وہ بات اسمیں نہیں ہے اور تو بیان کرتا ہے تو اسکا نام بہتان ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے لا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا ۲۶/۱۳ اسمیں غیبت کرنیکو ایک بھائی کے گوشت کھانے سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس آیت سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ جو آسمانی سلسلہ بنتا ہے اسمیں عیب کرنے والے بھی ضرور ہوتے ہیں اور اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر یہ آیت بیکار جاتی ہے اگر مومنوں کو ایسا ہی مطہر ہونا تھا اور ان سے کوئی بدی سرزد نہ ہوتی تو پھر اس آیت کی کیا ضرورت تھی۔ بات یہ ہے کہ ابھی جماعت کی ابتدائی حالت ہے بعض کمزور ہیں جیسے سخت بیماری سے کوئی اُٹھتا ہے۔ بعض میں کچھ طاقت آ گئی ہے پس چاہیے کہ جسے کمزور پاوے اُسے خفیہ نصیحت کرے اگر نہ مانے تو اُسکے لیے دعا کرے اور اگر دونوں باتوں سے فائدہ نہ ہو تو قضا و قدر کا معاملہ سمجھے جب خدا نے انکو قبول کیا ہوا ہے تو تمکو چاہیے کہ کسی کا عیب دیکھکر سر دست جوش نہ دکھایا جاوے ممکن ہے کہ وہ درست ہو جاوے۔ قطب اور ابدال سے بھی بعض وقت کوئی عیب سرزد ہو جاتا ہے بلکہ لکھا ہے کہ القطب قد یزنی کہ قطب سے بھی زنا ہو جاتا ہے بہت سے چور اور زانی آخر کار قطب اور ابدال بنگئے جلدی اور عجلت سے کسیکو ترک کر دینا ہمارا طریق نہیں ہے کسی کا بچہ خراب ہو تو اسکی اصلاح کے لیے وہ پوری کوشش کرتا ہے ایسے ہی اپنے کسی بھائی کو ترک نہ کرنا چاہیے بلکہ اُسکی اصلاح کی پوری کوشش کرنی چاہیے۔

قرآن کریم کی یہ تعلیم ہرگز نہیں ہے کہ عیب دیکھکر اُسے پھیلاؤ اور دوسروں سے تذکرہ کرتے پھرو بلکہ وہ فرماتا ہے تواصوا بالصبر وتواصوا بالمرحمۃ کہ وہ صبر اور رحم سے نصیحت کرتے ہیں مرحمہ یہی ہے کہ دوسرے کے عیب دیکھکر اُسے نصیحت کی جاوے اور اُسکے لیے دعا بھی کی جاوے دعا میں بڑی تاثیر ہے اور وہ شخص بہت ہی قابل افسوس ہے کہ ایک کے عیب کو بیان تو سو مرتبہ کرتا ہے لیکن دعا ایکمرتبہ بھی نہیں کرتا عیب کسی کا اُسوقت بیان کرنا چاہیے جب پہلے کم از کم ۴۰ دن اُسکے لیے رو رو کر دعا کی ہو سعدی نے کہا ہے ۔ خدا داند و بپوشد۔ ہمسایہ نداند و خروشد۔ خدا تو جانکر پردہ پوشی کرتا ہے مگر ہمسایہ کو علم نہیں ہوتا اور شور کرتا پھرتا ہے۔ خدا کا نام ستاری ہے۔ تمہیں چاہیے کہ تخلقوا باخلاق اللہ بنو۔ ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ عیب کے حامی بنو بلکہ یہ کہ اشاعت اور غیبت نہ کرو کیونکہ کتاب اللہ میں جیسا

شہادة کی موت

حبیبی فی اللہ اخویم جناب اڈیٹر صاحب البدر۔ اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ۔ حضرت مسیح امام آخر الزمان علیہ الصلوٰة والسلام کے انفاس طیبہ اور فیوض روحانیہ کے برکات ہر وقت کے تجربہ سے ترقی ایمان کا باعث ہو رہے ہیں۔ اُن لوگوں کے حال پر افسوس ہے جو اس نورانی چشمہ سے سیراب نہیں ہوتے۔ اپنی جماعت کے نور فراست اور استقامت کا ایک تازہ واقعہ اس نیت سے تحریر کرتا ہوں کہ آپ اسکو اپنے اخبار گوہر بار میں شائع کر دیویں تا کہ دوسرے بھائیوں کی ترقی ایمان کا باعث ہو+

ضلع گجرات میں ایک موضع رجوعہ ہے جو ایک بہت ہی چھوٹا سا گاؤں ہے۔ وہاں کے ارادتمندوں سے چند اشخاص جو قبل از بیعت نہایت ہی سرکش راہزن چور اور ہر قسم کے معاصی میں گرفتار تھے حضرت اقدس کے دست مبارک پر بیعت سے انھوں نے سچی توبہ کی تھی قابل رشک تبدیلی کا نمونہ دکھایا تھا جنھوں نے کبھی بھول کر بھی مسجد کا راستہ نہ دیکھا تھا انھوں نے ساری ساری رات نوافل اور رونے میں بسر کر دی۔ اور ہر قسم کے معاصی اور معائب کو دور کرکے سچی نیکی کو اختیار کر لیا۔ یہ لوگ زمینداران کی جماعت کے نام سے قادیان شریف میں پکاری جاتی تھی۔ کچھ عرصہ ہوا کہ وہ پاپیادہ چلکر حضرت اقدس علیہ الصلوٰة والسلام کی زیارت کے لیے قادیان میں حاضر ہوئے تھے۔ رخصت کے وقت انھوں نے عرض کیا تھا کہ ہمارے نواحمیں طاعون نمودار ہے ہمکو کیا کرنا چاہیے۔ سو جواب اس عرض کے ارشاد فرمایا تھا کہ طاعون کا علاج بجز توبہ اور ترک معاصی کے اور کچھ نہیں۔ توبہ کرو۔ اور دعائیں مانگو۔ اگر گاؤں میں چوہے مرتے دیکھو تو گھروں کو چھوڑ کر میدان میں قیام کرو+

جب یہ لوگ واپس وطن کو گئے تو چوہوں کے مرنے پر انھوں نے باہر کھلی ہوا میں چاہات پر سکونت اختیار کر لی۔ اُن کے رشتہ داروں سے ایک لڑکا کہیں سفر پر تھا طاعون سے بیمار ہو کر گھر میں آیا۔ جب انھوں نے یہ حال سُنا تو اپنی یگانگت کی وجہ سے یکے بعد دیگرے اُس کی خبر گیری کے لیے گھر میں آئے۔ اُسی دن وہ لڑکا فوت ہو گیا۔ آیندہ شب کو اُسکے باپ نے اُس لڑکیکو خواب میں دیکھا۔ کہ وہ ایک حوض پر جو بہت لمبا چوڑا ہے ایک سونے یا چاندی کا پیالہ ہاتھ میں اور ایک بڑا لٹھ کاندھے پر لیے ہوئے کھڑا ہے اور اپنے باپ کی طرف مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ یہ حوض جسپر میں کھڑا ہوں یہ حوض کوثر ہے۔ مجھکو حکم ہوا ہے کہ تم یہاں کے آنے والوں کو پانی پلاؤ۔ یہ پانی ایسا ہے کہ نہ اُسکو کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا۔ یہاں پر کثرت سے مخلوق آرہی ہے۔ میں بذریعہ لٹھ سکو روک رہا ہوں۔ اور یہ کوثر تیرے جیسے خیر اللہ کے لیے بچا رکھا ہے۔ اسلیے تم جو ہمیشہ خواہاں ہو جلد میرے پاس آؤ۔ اور اس شربت سے حصہ لو ورنہ پھر اس وقت کو پچھتاؤ گے۔

صبح کو یہ خواب اُسنے سبکو بلا کر سنا دیا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد ایک خفیف سے بخار کے بعد جان بحق تسلیم ہوا۔ دوسرے روز جمعہ تھا متوفی مذکور کا بھائی جسکا نام سکندر تھا۔ وہ بھی چارپائی پر لیٹ گیا اور چادر اوڑھ کر کہنے لگا میں تو جمعہ اپنے بھائی کے ہمراہ پڑھوں گا۔ چنانچہ وہ بھی عین جمعہ سے کوئی دو گھنٹے پہلے انتقال کر گیا۔ اور دونوں کی اکٹھی ہی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ جب تیسرے بھائی نے سنا کہ سکندر بھی فوت ہو گیا ہے تو اُسنے بھی چادر اوڑھ لی اور لیٹ کر کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے کہا کہ میں بھی ابھی حوض پر جاتا ہوں۔ پس وہ بھی اس دار فانی کو چھوڑ گیا۔ تیسرے روز بھی اسیطرح [illegible] ایک شخص جسکا نام گاما تھا فوت ہو گیا۔ اُسکی میت کو بعض نے آکر دیکھا۔ تو انھوں نے کہا واللہ ہمنے تمام عمر کبھی ایسا نورانی چہرہ زندہ یا مردہ کا نہیں دیکھا فی الواقع جس کے یہ مرید ہیں وہ صادق ہے۔

بعض مخالفین نے یہ بھی بیان کیا کہ ہم ان متوفیوں کے چاروں پاؤں سے نور کے شعلے نکلتے دیکھتے ہیں+ (فضل الرحمن) ممی سکنہ

اخوت کا اصول

تم آپسمیں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو کیونکہ شریر ہے وہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں۔ وہ تفرقہ ڈالتا ہے تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹے کیطرح تذلل اختیار کرو تا تم بخشے جاؤ۔ اگر چاہتے ہو کہ خدا تم سے راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ سے دو بھائی۔ تم میں زیادہ بزرگ وہی ہے جو اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا+ (حضرة اقدس)

مرثیہ

برشہادت حضرت مولانا سید عبد اللطیف صاحب شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

از سید قربان علی صاحب معافیدار ریاست مالیر کوٹلہ

یاد سے بھولا نہ تھا اتنک غم آل عبا
دشت کابل میں کھچا پھر نقشہ کرب و بلا
لو گل باغ حیا پژمردۂ آب وفا
باد صرصر بد ہواؤں نے پریشاں کر دیا
سرزمین وحشیوں میں کیا پڑھا علمائے علم
گردن سید پہ رکھتے ہیں سدا تیغ جفا
یعنی حضرت مولوی شہزادہ عبد اللطیف۔
جو رئیس کابل کا تھا اخوند زادہ مہ لقا
جسنے اپنے ہاتھ سے رکھا تھا شہ کے سر پہ تاج
کیا ہی بختا شہ نے اسکو تاج پوشی کا صلا
کسطرح اُس بیگنہ کو لاے مقتل میں کھینچ
سنگساری کے لیے وہ سنگدل اور پُر جفا
وہ گلوئے نازک اور وہ شدت طوق گراں
اور وہ زنجیر مسلسل میں مقید دست و پا
صف بصف نازاں کھڑی سب کلمہ گویان رسول
دلمیں لیکے پہلا پتھر مارنے کی التجا
ضرب اوّل سے سر اقدس جھکا سوئے زمیں
جاں بحق تسلیم ہو کر ذات کو سجدہ کیا
اور کہا یارب رہے دائم امام صلح جو
جان کی کچھ پروا نہیں سو جان سے اُس پر ہوں فدا
دیکھ صبر اور استقامت سید مظلوم کی
تھا فرشتوں کی زباں پر آفریں و مرحبا
حشر میں کیا عالموں پر یہ نہیں ہو گا سوال
تم مسلماں تھے یا تھے خونریز سبط مصطفیٰ
اے دل نالاں پڑھ تو روح سید پر درود
تاب لکھنے کی نہیں پر سوز سے کر مرثیا
صبر کر قرباں کہ ہو گی حق و باطل میں تمیز
دن قیامت کے یہ خود ہی فیصلہ ہو جائیگا

معونت المعذورین

بیکسی شد دین احمد ہیچ خویش و یار نیست
ہر کسے در کار خود با دین احمد کار نیست

مدراس سے ہمارے پاس ایک اشتہار بعنوان معونت المعذورین پہونچا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس جگہ چند لوگوں نے ملکر ایک انجمن قائم کی ہے جس کا یہ منشا ہے کہ مساکین اور معذورین کو کھانا کھلائیں اور اس مقصد کے واسطے ایک کھانا فنڈ قائم کیا ہے یعنی سب اہل ہند سے درخواست کی گئی ہے کہ کم از کم ایک آنہ ماہوار چندہ دیکر اس کار خیر میں شامل ہوں۔ چونکہ غربا اور ضعفا کو کھانا کپڑا دینے کا خیال کم و بیش ہر جگہ لوگوں کے دلوں میں پایا جاتا ہے اور ہر شہر کے اندھوں لنگڑوں کے واسطے کچھ نہ کچھ سامان بہم پہونچتا ہی رہتا ہے اسواسطے ایسی انجمن کے قائم کرنے کے لیے اور پھر اسکے چندہ کو بجائے لوکل حدود تک محدود رکھنے کے عام کرنیکی ہماری رائے میں ویسی ضرورت محسوس نہیں ہوتی تاہم ہمیں مشتہر کی نیک نیتی اور بجائے خود اس سلسلہ کی عمدگی پر کوئی بحث نہیں ہے لیکن ہمیں اسوقت ان اندھوں لنگڑوں لولوں بہروں اور دیگر کئی قسم کے روحانی معذورین کی طرف خیال آیا ہے جنکی تعداد سب سے زیادہ اور جنکی طرف توجہ کرنیوالے سب سے کم ہیں آہ! اگر لوگوں کو اپنے اندرونی پھوڑے پھنسیوں کی خبر ہوتی تو دنیا میں ایسا واویلا اور شور مچتا کہ مخلوقات کی چیخیں آسمان تک پہونچتیں لیکن یہاں تو لوگ دنیاوی لذات میں ایسے غرق ہیں کہ اگر کوئی روحانی آنکھوں کا مالک اپنی خداداد بصیرت اور فراست سے ان لوگوں کے دکھوں اور بیماریوں کی خبر پاکر خدا کے حضور میں انکی آہ و فریاد کرے اور آسمانی فنڈ سے امداد پاکر ان کے لیے شفاخانہ کھولے اور سحر کی گریہ وزاری اور صبح صادق کی دعاؤں کی ساتھ اس شفاخانہ کے قیام اور وہاں کے بیماروں کی علاج کا انتظام مہیا کرے اور اس جانکاہی اور محنت و مشقت کے عوض میں کسی سے سوائے اسکے اور کچھ نہ مانگے کہ وہ اسکے دارالشفا میں داخل ہوکر بیرونی ناپاکیوں اور گندگیوں سے بچ رہیں اور اسکے علاج اور دوائی سے مفت شفا حاصل کریں تو ایسے خیرخواہ کے درد اور اضطراب کا شکریہ ان کے پاس سوائے اسکے اور نہیں کہ اسی کے شفاخانہ پر پتھر پھینکتے ہیں اور اسی کو درد دکھ پہونچانے کے لیے ہر روز نئی نئی تجاویز ایجاد کرتے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اگرچہ دنیاداری کی قیدیوں سے بہت کم ایسی امید ہو سکتی ہے کہ وہ کسی مبشر سے بشارت کی خبر سنکر اس کا شکریہ ادا کریں کو عظمت کی اداؤں کے ساتھ پیغام الٰہی کو قبول کرنے کے لیے باادب کھڑے ہو جائیں تاہم اس اشتہار کے لکھنے والوں کی نیک نیتی کو مدنظر رکھکر ہمیں ایک دلی جوش پیدا ہوا ہے کہ ہم لوگوں کو اس بڑے معین المعذورین اور اسکے قائم کردہ عیادت خانہ سے آگاہ کردیں جو خود خالق زمین کے زبردست ہاتھوں سے بنایا گیا ہے ✦

پس سنو اے بیمارو اور کمزورو۔ اے ضعیفو اور ناداروں۔ اے مفلسو اور محتاجو کان لگاکر سنو کہ تمھارے لیے وہ نجات دہندہ جس کا انتظار مدتوں سے لگا ہوا تھا آخر ظاہر ہوگیا ہے اور اس نے تمھارے لیے ایک دارالامن بنایا ہے اس کا سارک نام **احمد** (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اسکا مقام دارالامن والامان **قادیان** ہے (بارک اللہ فیہ وحولہ) مبارک ہیں وے جو اسکی صحبت سے فیضیاب ہوکر انوار محمدی سے بہرہ ور ہوتے ہیں اس مقدس انسان نے مخلوقات الٰہی کی اعانت کے واسطے جو جو عظیم الشان سلسلے قائم کیے ہیں ان میں سے چند ایک کے نام بطور نمونہ کے میں اس جگہ درج کرتا ہوں۔

(۱) یورپ و امریکہ کی دنیا اس دھوکہ میں پڑی ہوئی تھی کہ یسوع ناصری اُنیس سو سال سے آسمان پر بیٹھا ہے اور وہی خدا ہے۔ اس مرسل من اللہ نے یسوع کی قبر شہر سرینگر میں دکھاکر آخری فیصلہ کردیا کہ یسوع صرف ایک انسان تھا اور انسانوں کی طرح دنیا میں اپنی عمر کے دن گذار کر ایکسو بیس برس کی عمر پاکر ملک کشمیر میں آکر فوت ہوگیا ✦

(۲) اور اسطرح سے ان لوگوں کو توجہ دلائی کہ وہ سچے معبود کی تلاش کریں اور پھر بین دلائل کے ساتھ ثابت کر دکھایا کہ وہ سچا خدا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت اور قرآن شریف کی پیروی سے مل سکتا ہے۔

(۳) ہند کے ہندو اور خصوصاً آریہ جو ویدوں کے نادیدہ عاشق بنے پھرتے تھے انکو دیانند سرستی کی کتاب میں سے دو موٹی موٹی باتیں (ہزاروں کو چھوڑکر) غلط دکھلائیں ایک خالق کی نسبت اور ایک خالق کی مخلوق کی نسبت۔ خالق کی نسبت تو یہ کہ وہ ارواح وغیرہ کا خالق نہیں مادہ پہلے سے موجود تھا صرف جوڑ جاڑ کر اجسام طیار کیے۔ اور اسکا مخلوق سے کچھ تعلق بھی نہیں وہ اس سے ایسا الگ ہے جیسا گھوڑے سوار گھوڑے سے علیحدہ ہے اگر سوار مرجائے تو گھوڑے کا کوئی نقصان نہیں اسی طرح پرمیشور اگر فرض کرلیں فنا ہوجائے تو اس عالم کا کچھ نہیں بگڑ سکتا ہے۔

دوسری مخلوق کی نسبت وہ مسئلہ نیوگ ہے جسکی شرح کرتے بھی شرم آتی ہے۔ اور ویدوں کی حقیقت سے آگاہ کیا اور سمجھایا کہ پاک اور باغیرت مذہب سوائے اسلام کے اور کوئی نہیں۔

(۴) ہمارے ملک کے سکھ سردار جو عالیجناب گورو نانک صاحب کے پیرو ہیں مگر کسی غلطی کیوجہ سے ہندوؤں کے ساتھ ملے جلے رہتے ہیں انکو حضرت باوا نانک صاحب کے چولہ شریف پر قرآن مجید کی آیات اور خصوصاً آیۂ کریمہ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام لکھی ہوئی دکھاکر یہ سمجھایا کہ تمھارا اگرو مسلمان تھا اور تمھاری نجات اسی میں ہے کہ اسلام قبول کرو۔

(۵) زمانہ کے تعلیم یافتہ لوگ جو انبیا کے معجزات اور خوارق کو ایک قصہ کہانی سمجھکر سلسلہ معجزات سے بالکل منکر ہو چکے تھے ان کو تازہ معجزات اور نشانات دکھاکر تمام انبیا کی صداقت پر نئے سرے مہر لگائی۔

(۶) اس زمانہ کے نئے سائنس دان جو بسبب کمی علم کے دہریت کیطرف جھک گئے تھے انکو نئے سر سے خدا دکھاکر اسکی طاقتور ہستی کا قائل کیا ✦

(۷) جو کمزور اپنی ناطاقتی کی وجہ سے اعمال صالحہ کی توفیق نہ پاسکتے تھے انکو اپنی دعا اور صحبت کی قوت سے کامیاب کیا

(۸) گورنمنٹ انگریزی جو آئے دن جہاد اور خونی مہدی کے عقائد اسلامیہ کے سبب مصائب و شدائد دیکھنے پڑتے تھے ان سکو موقوفی جہاد اور آمد مہدی صلح جو کے ساتھ دور کردیا اور مسلمانوں کو باوجود عقیدہ جہاد کے گورنمنٹ کے ساتھ جو منافقانہ برتاؤ رکھنا پڑتا ہے اس سے انکو سبکدوش کرکے گورنمنٹ اور اسکے مسلمان رعایا کے درمیان مخلصانہ تعلقات پیدا کیے ✦

(۹) مسلمانوں کے درمیان مسائل پر جھگڑے تنازع ہوکر بہت سے فرقے بنگئے تھے ان سب جھگڑوں کو طے کرکے ایک درمیانی راہ قائم کی خیر الامور اوسطہا

(۱۰) فقرا و صوفیا زمانہ نے جو بدعات اور سلوک کی نئی اور جھوٹی راہیں طیار کیں اُن سب مفاسد کو دور کرکے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی مجلس اور عبادت اور معاشرت کا صحیح

حبتر صاحب کے حبتر انگیز مضامین کی حقیقت

نمبر ۸

شیعوں کی بابت گالی گلوچ ۔ سوانح حضرت عمر ص ۱۹۲

روایتیں گندی اور ناپاک ہیں ان کا مفہوم سنداس میں پھینکنے کے قابل ہے ص۵ مبتذل ذلیل اور خوار قوم ص۴۳ انکی دینی اور دنیوی جتنی باتیں ہیں سب حد سے زیادہ ناپاک اور خراب اس سے زیادہ خراب اخلاق رکھنے والی کوئی قوم نہیں ہے ۴۴ ۔ اسی کتاب کے ص۴۳ پر شیعی مجتہد کے حالات چشم دید سخت توہین آمیز بیان کیے ہیں ۔ خلافت شیخین میں لکھا ہے شیعی احادیث مجذوب کی بڑ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی ہیں وہ مجنون کی بکواس اور طوفانی تمیز گا ہیں صفحات ۔ ۹ ۔ ۱۰ + چھچھوری احادیث ہیں نہ ان کا سر نہ پیر ہے اول سے آخر تک غلط ہیں ان کے مورخ بدنصیب ہیں جنکی روایتیں چیلے چڑیا کی کہانیاں ہیں ص۱۶ انکی روایتوں سے جنون اور بدحواسی پائی جاتی ہے ۳۷ ۔ اسی طرح حیات اعظم کے ص۱۲ پر شیعوں کو بہت ناپاک الفاظ سے یاد کر کے لکھا ہے کہ شیعوں کے ملا جو رگین سمجھے جاتے ہیں وہ متعہ کی آڑ میں .... اپنی بہو بیٹیوں سے خرچی کمواتے ہیں وغیرہ وغیرہ ۔

مولویوں کی بابت گالی گلوچ

مقدمہ تفسیر ص۱۶ مولوی ازلی بدنصیب ۔ حیات سعدی ص۱۴۳ ۔ ۴۰ ۔ شریر ملانے چڑ نا ہنجار بد ذات ظالم ملانے اپنی بد ذاتی سے باز نہیں آتے ۔ حیات طیبہ ۱۰۶ ۔ ملانے دماغ کبھی اس قابل نہیں کہ اتحاد سے کام کرے انہیں خود پسندی بیجا تبختر غیر نتیجہ خند بلائی ہوتی ہے مولوی محبوب علی تحسیب نعمون میں صرف یہی دو لفظ کفایت کرتے ہیں کہ وہ ملانے تھے کچھ ضرورت نہیں کہ تمام جہان کا رونا رونے بیٹھیں کہ وہ خود پسند تھے خر دماغ تھے متعصب اور کوتاہ اندیش ہیں حاسد اور مسلمانوں کے برباد کرنے والے تھے بس دو لفظی یہ کہہ دینا کافی ہے کہ وہ ملا نا پاملا تھا +

کرزن گزٹ مورخہ ۱۰ اگست ۹۹ء

یہ لکھنا فضول ہے نہ ہمیں اس سے غرض ہے کہ فلاں ساربان زادہ ہے فلاں باورچی زادہ ہے فلاں ترر کوب ہے فلاں جولاہا ہے فلاں قصائی ہے فلاں سائیس ہے مگر اتنا ضرور کہیں گے کہ جو یہ مولوی کر رہے ہیں شریف آدمی کبھی نہیں کرتا جسکو دیکھو چار چار بیبیاں رکھتا ہے دستر خوان پر دیکھو وہ لطیف کھانے پاؤ گے کہ اچھے امیر کو نصیب نہیں عورتیں سونے میں لوٹ رہی ہیں ہزار ہا روپے کا جڑاؤ گہنا سر سے پاؤں تک پہنے ہوئے ہیں ایک لوٹ ہے کہ مولوی لوٹ رہے ہیں اور کوئی بھی نہیں پوچھتا ۔

۲۲ اگست ۹۹ء

انکی دنیوی حالت جیسی قابل رحم ہے اسی طرح دینی حالت قابل افسوس ہے وہ دن قریب ہے کہ موجودہ حالت سے پست ہو کر صفحہ ہستی سے مٹ جائیں عمامہ جبہ لمبا کرتا سب اسباب جہالت ہیں انھیں نالائقوں کی وجہ سے تعمیرات مساجد کا تمام ہند میں زور ہے اگر کل ہند کی ایک سال کے اخراجات تعمیر مساجد کا اوسط لیا جاوے تو شاید ایک کروڑ روپیہ سے زیادہ بڑھ جاوے ۔

۵ ستمبر ۹۹ء + ایک مولوی بھی ایسا نہیں جسمیں دنیا طلبی ذاتی اغراض اور دغا نہ ہو ۔

یکم اکتوبر ۹۹ء ۔ یہ مولوی دجال اور ابدی جہنمی ہے ۲۰ ستمبر ۹۹ بیدین کذاب فریبی دغا باز عبد الدرہم عبد الدینار دین فروش دشمن اسلام انکے منہ سے کبھی کلمہ خیر نہیں نکل سکتا ہے ۔ کون کمبخت شخص ہوگا جو ہماری ان باتوں سے دل تنگ ہوگا ۔ کون بدنصیب مسلمان ہوگا جسے ہماری یہ باتیں اچھی نہ معلوم ہوں گی +

۱۵ اکتوبر ۹۹ء لعنت ہے تیرے اسلام پر تف ہے تیرے دھوکے کی وضع پر تیرے ولیوں کی صورت پر +

کار شیطاں میکند نامش ولی
گر ولی اینست لعنت بر ولی

یہ قصائی ہیں رہزنان دین و ایمان ہیں +

۲۳ اکتوبر ۹۹ء دین فروش ظالم رہزنان دین و ایمان ۔ غارت کنان دین ۔ مولویوں کی لال بجھکڑ تمام عمر حرام کے لقمے کھا کھا کر گذر گئے در حقیقت یہ ڈاکو ہیں دن دیوے لوٹتے ہیں انھیں ہرگز مسلمان نہ سمجھو بلکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جانی دشمن ہیں اور دین کو برباد کرنا چاہتے ہیں

یکم نومبر ۹۹ء ۔ مسلمانوں کی جانوں پر بجلی ٹوٹ پڑی یہ جاہل ناہنجار بے ادب دشمنان دین ہیں ناپاک ہیں ۔ دھنیے جلاہے قصائیوں کے پیشوا بنکر غضب ڈھا رکھا ہے مسلمانوں کو یہ دشمنان دین اسلام برباد کر رہے ہیں نفس پرستی اور عیاشی کے لیے چار چار بیویاں کر رکھی ہیں ۔

۱۵ نومبر ۹۹ء ان سے زیادہ ناکارہ فضول دغا باز و مکار دین فروش ڈاکو کوئی نہیں انپر حلوا اکا غضب ٹوٹے ایک جلاہا تانا باناتننے تننے ایک دھنا روئی دھنکتے دھنکتے یا ایک قصائی بکری ذبح کرتے کرتے نیچی ڈاڑھی بڑا عمامہ ٹخنوں سے اونچا پاجامہ ٹخنوں تک کرتہ ہاتھ میں پانسو دانوں کی تسبیح لے کے اٹھ کھڑا ہوا اور حضور انور کے مسند مبارک کی توہین کرے مسلمانوں کو لوٹ کر گھر بھرے اسے کیونکر پیشوا بنا لیں ۔ انشاء اللہ ان دشمنان دین ملانوں کا بیج مارا جاوے ۔

۲۲ نومبر ۹۹ء اس سے بدتر کوئی گروہ دنیا کے پردہ پر پیدا نہیں ہوا ان ابدی جہنمیوں نے اسلام جیسے مذہب کی درگت کھو دی ہے ۲۲ دسمبر ۹۹ء ڈوب مرو چینی بھر پانی میں خدا انھیں غارت کرے ۔

۲۲ ۔ اپریل ۱۹۰۰ء مولوی برباد کن مذہب اور رخنہ انداز دین ہیں ۔ ۸ جولائی ۱۹۰۰ء انکا باوا آدم نرالا ہے ان کے خیالات محسوسات معاشرت تمام دنیا سے علیحدہ ہے جو چیز اوروں کے لیے لحم خنزیر اور حرام مطلق ہے وہ ان کے لیے شیر مادر ہے یہ گردن زدنی ہیں ۔ ۲۳ اگست ۱۹۰۱ء ای بدنصیب مولویو تم حشر میں کیا جواب دو گے ای ڈاکو نو لوٹو لوٹو ای ڈاکوؤ لوٹو ای ابدی جہنمیو لوٹو امت کے فریب امراء تمھاری ہی حصہ میں ہیں لوٹو ای اسلام کے جانی دشمنو یہ ڈاکوؤں قصائیوں لٹیروں کا گروہ ہے ۔

یکم ستمبر ۱۹۰۱ء ۔ ازلی جہنمی ہیں انھوں نے غضب ڈھا رکھا ہے ناتراشیدہ جاہل مطلق ذلیل ہیں + ہم جو کچھ لکھ رہے ہیں انکی اس سے بھی وہ چند عیب ہیں یہ انتہا درجہ کے سنگدل ظالم بدکار حلال و حرام میں فرق نہ کرنے والے ہیں مفت خور بیدین بہر سفتور بارگاہ صمدی حرام کے لقمے کھا بیٹھے ہیں خدا ان کی نماز قبول نہ روزہ یہ گروہ شیاطین ہیں سانپ اور سانپوں کے بچے ہیں سینہ شکم ہیں

(باقی)

ایک سابق ہائیکورٹ کی یادگار

ذیل میں ہم ایک خط درج کرتے ہیں جو کہ ہمارے احمدی بھائی مولوی حسن علی صاحب مرحوم و مغفور واعظ اسلام ساکن پٹنہ نے اپنے ایک دوست کے نام لکھا تھا جسمیں انھوں نے اپنے دوست کو حضرت اقدس مسیح موعود کی طرف رجوع کرنے کی ترغیب دی ہے چونکہ مولوی صاحب مرحوم و مغفور ایک مشہور و معروف آدمی تھے اور اکثر لوگوں کو آپ پر حسن عقیدت تھی اسلیے ایک شہادہ کی اظہار کی نیت سے ہم اسکو ہدیہ ناظرین کرتے ہیں

مولوی صاحب مرحوم نے ایک کتاب تائید حق کے نام سے بھی تصنیف فرمائی ہے جسمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تائید اور آپ کی پاک تاثیرات کا تذکرہ کیا ہے

روحانی برادر سلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

میرے دل میں ایک خیال گذرتا ہے ہمیں آپکی کیا رائے ہے جیسی رائے ہو اُس سے مطلع فرمایئے +

میں حضرت اقدس جناب مرزا غلام احمد صاحب کو سچے دل سے امام الوقت مانتا ہوں افسوس کہ علمائے پنجاب و ہندوستان نے ابھی تک حضرت کے امام ہونے کو نہیں مانا ہے لیکن وہ وقت آنیوالا ہے کہ وہ ضرور اس صداقت کو قبول کرینگے + اسکو یہ بات منظور ہے کہ یہ آہستہ آہستہ پھیلے +

مرزا صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرلینے سے لوگ رُکتے ہیں کہ مجکو بہت بڑا مالی نقصان پہونچنے والا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ لوگوں کی حماقت ہے حق کے لیے کچھ قربانی کرکے آدمی کا کبھی نقصان نہیں ہوتا + میں اسکول کا ہیڈ ماسٹر تھا سو روپیہ ماہوار کی آمدنی تھی اُسکو میں نے حق یا اللہ کے لیے چھوڑا۔ اللہ کے فضل و کرم سے مجھکو ایسا نفع ہوا کہ کچھ عرض نہیں کرسکتا اللہ نے ہر طرح سے فارغ البال اور خوشحال رکھا اور میری ذات سے بہت سے آدمیوں کو فائدہ پہونچایا کئی شہروں میں یتیم خانے جاری ہوے مدرسے قائم کیے گئے اسکول کھولے گئے وغیرہ وغیرہ اب کی دفعہ میں نے واعظ کی شہرت کو حق پر قربان کیا لیکن دیکھیگا کہ اللہ اب کی دفع بھی میرے ساتھ ہے۔ اے میرے پیارے بھائی آپ مقدمات عدالت میں پھنسے رہتے ہیں اسلیے آپ کو موقع نہیں ملا کہ خدا کی طرف رجوع ہو کر اس مسئلہ کو معلوم کرتے کہ حضرت مرزا صاحب کا مقام کیا ہے اور ان سے کیا کام ہونے والا ہے +

میں نے ایک کتاب حضرت مرزا صاحب کے دعوی کی تصدیق میں حال میں تصنیف کی ہے قریب نصف کے لکھ چکا ہوں باقی کو لکھنا ہے آپ سے سوال یہ ہے کہ از برلہ مہربانی ایک کام آپ کر سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ مطبع ریاض ہند والے کو بلاکر دریافت کریں کہ حضرت کی تصنیف کردہ کتاب شہادۃ القرآن کے حروف و کاغذ پر اگر پانچسو کتابیں چھپواؤں تو وہ ایک روپیہ میں کتنے جزوں کے حساب سے چھاپ سکتے ہیں اگر ہزار جلدیں چھاپی جائیں تو ایک روپیہ میں کتنی جلدیں چھاپی جاسکتی ہیں۔ کاغذ ویسا ہی ہونا چاہیے اور حرف بھی ویسا ہی ہو کتاب غرض عمدہ چھپے غالباً دس جز کی کتاب ہوگی ممکن ہے کہ کچھ زیادہ ہو جائے کیا آپ اُس کے پروف شیٹ دیکھنے کا اور صحیح چھپوانے کا بوجھ اپنے اوپر گوارا کرسکتے ہیں اگر کتاب فروخت ہوگئی تو اسکی آمدنی سے ایک حصہ میں آپ کی محنت کے لیے ضرور دوں گا۔ لیکن کسقدر دوں گا اسکو مجھپر چھوڑ دیے اللہ کے فضل و کرم سے آٹھ برس کے چکر میں سارے ہندوستان میں میرے بہت سے دوست پیدا ہوگئے ہیں۔ مجھکو اللہ سے اُمید ہے کہ وہ ضرور میری کتاب کو لیں گے اور اُنمیں تو بہت سے بگڑ جاوینگے لیکن بہتیرے خوش بھی ہونگے اور فائدہ بھی اُٹھائیں گے + میرے دل میں یہ بھی خواہش ہوئی ہے کہ ایک رسالہ ماہواری جاری کروں جس میں نصیحت و پند کی باتیں ہونگی وہ رسالہ انوار الاسلام آپنے دیکھا ہے ویسا ہی ہوگا + غرض وہی رسالہ ہوگا صرف صورت و شکل بدل جائے گی اس ماہواری رسالہ میں جناب حضرت مرزا صاحب اور جناب حکیم نور الدین صاحب کے مضامین رہا کرینگے + انشاء اللہ تعالے رسالہ عمدہ ہوگا +

لیکن پہلے کتاب فروخت ہولے تو اُسی کی آمدنی سے یہ بندوبست کیا جائے گا۔ اس ماہواری رسالہ کے لیے آپ اگر منظور کریں تو امرتسر میں چھپے اور آپ اُسمیں صحت وغیرہ کا بندوبست کریں +

کبھی کبھی تو میرے دل میں یہ خیال ہوتا ہے کہ امرتسر آکر آپ سے ان سب باتوں میں صلاح و مشورہ کرتا لیکن دور اسقدر ہے اور آمد و رفت کا خرچ اسقدر درکار ہے کہ ہمت نہیں ہوتی ہے +

غرض ان سب باتوں کا جواب جس قدر جلد ممکن ہو عنایت فرمایئے گا لیکن خوب غور و فکر کرکے جواب لکھیے +

اللہ آپ کو اپنی محبت اور حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت میں روزانہ ترقی عطا کرے اور آپ کے بارے میں جو جو دعائیں اس کمترین نے کی ہیں اُن کے قبول ہونے کا وقت آجاوے اور آپ کی ذات سے پنجاب میں کچھ کام اللہ تعالی لیوے آمین۔

بندۂ کمترین حسن علی عفی عنہ واعظ اسلام محلہ ام سر شہر بھاگلپور صوبہ بہار ۵ ار دسمبر ۱۸۹۴ء

قطعہ تاریخ وفات حسرت آیات جناب قاضی ضیاء الدین صاحب طاب اللہ ثراہ و جعل الجنۃ مثواہ

تصنیف منیف جناب حکیم فضل الٰہی صاحب لاہوری

ضیاء الدین مردی با خدا بود — بعلم و حلم کامل پیر با بود
زقوم خویش ہجرت برملا کرد — نشسته قادیاں در امن جا کرد
دلش بر حجۃ اللہ پر یقین بود — بہ بیعت ہم ز مردم سابقین بود
باس عاجز محبت داشت بے — از یں سو نیز حبی بود فی اللہ
فزوں شد عمر او از شصت سالی — ز ضعف و لاغری برگشته حالی
مرض غالب شدش ز اسہال آخر — کہ جاں باذکر حق بسپرد ذاکر
بروز موت او بودم بہ لاہور — دلم از ہجر او بیتاب در شور
مرا حسرت بماند تا شب گور — نرفتم با جنازہ تا لب گور
خدایا رحم کن با جان درویش — کہ کردہ جاں فدا بر مرشد خویش
نصیحت میکنم بین یادگارا — بصبر و شکر آں دلداگارا
کہ بر گفتار مہدی گوش دارید — دل و جاں با وفا ہم ہوش دارید
فزوں بر سینر دہ صد بیست و یک بود — کہ جانش در جوار حق بیاسود

امام الوقت چوں خواندش جنازہ
بفردوسش ز حق آمد اجازہ

اگر کوئی طاقت رکھے۔ تو توکل کا مقام ہر ایک مقام سے بڑھکر ہے

قول حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام